

مفہوم نبوت و رسالت پر ایک مدلل تقریر

نبوت و رسالت

ضیفم سلام غزالی زمان
علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ

ترتیب

تحلیل احمد رانا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حرفِ اول

صنیعِ سلام غزالی زماں ابو النجم علامہ سید احمد سعید کاظمی مروہوی محدثِ ملتانی
قدس سرہ دم ۱۹۸۶ء نے ماہِ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ / ۱۹۴۳ء میں پرانا جامعہ
انوار العلوم کچہری روڈ ملتان میں پورا مہینہ درسِ قرآن مجید دیا۔ آپ نے ۸ رمضان
المبارک کو بروز اتوار درسِ قرآن مجید کے سلسلہ میں جو تقریر فرمائی، وہ ہمارے
برادر محمد مختار احسن مرحوم ایم۔ اے نے قلم بند کر لی تھی، عرصہ ہوا مرحوم کے چھوٹے بھائی
مشہور خطاط جناب ابن کلیم کی مملوکہ بیاض سے احقر نے اسے نقل کر لیا تھا۔ اب
ترتیب دیکر قارئین کی خدمت میں پیش ہے، اس سے قبل احقر نے علامہ کاظمی
علیہ الرحمۃ کی متعدد تقاریر ترتیب دی ہیں۔ مثلاً توحید و شرک، مقصود کائنات، عبادت
و استعانت وغیرہ۔ توحید و شرک احقر نے ہی ترتیب دیا تھا، مگر اس پر مرتب کا نام
برادر محمد مختار احسن مرحوم کا ہی لکھا تھا، اس کے حواشی برادر محمد صدیق صاحب فانی نے
لکھے تھے اور سب سے پہلے ۵۰۰ کی تعداد میں ”الاصلاح پبلی کیشنز خانیوال سے شائع
کی تھی، پھر بغیر حواشی کے مرکزی مجلسِ رضا لاہور نے اس کے متعدد ایڈیشن شائع
کئے اور بہت مقبول ہوئی، پھر مکتبۃ المدینہ کراچی نے اسے اپنی اشاعت میں مستقل
شامل کر لیا، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور نے بھی اس کے متعدد ایڈیشن شائع کئے۔
توحید و شرک کا ایک ایڈیشن جانباز اکیڈمی خانیپورہ بارہ مولا مقبوضہ
کشمیر سے مئی ۱۹۹۵ء میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوا، اسی کتاب کو انجمن
طلبہ اسلام نے اپنے تربیتی کورس میں مستقل طور پر شامل کر لیا ہوا ہے۔
کتاب مقصود کائنات کی تقریر ہمارے مولانا سراج احمد سعیدی خطیبِ ایچ
شریف ضلع بہاولپور نے قلم بند کی تھی اور انہوں نے اسے صدائے کاظمی کے نام سے

شائع کیا تھا، احقر نے اس کو ترتیب دے کر ”مقصود کائنات“ کے نام سے مرکزی مجلس رضا لاہور کی طرف سے شائع کر دیا، اس کتاب کو بھی بعد میں بہت سے اداروں اور رسائل نے شائع کر دیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر سے بھی اس کا ایک ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ کتاب ”عبادت و استعانت“ بھی حضرت کاظمی علیہ الرحمۃ کے افادات پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے مجلس رضا کراچی نے اسے شائع کیا، پھر ادارہ معارف نعمانیہ لاہور نے شائع کی، اب انجمن انوار قادریہ کراچی نے اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا ہے،

والسلام

ناکارہ خلیل احمد رانا

نعمان اکیڈمی، جہانیاں (غانیوال)

۱۴ مارچ ۱۹۹۸ء
بروز ہفتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نبوت و رسالت کے متعلق عرض ہے کہ پہلے ہم نبوت و رسالت کا مفہوم اور نبی و رسول کے مقام کو ذہن میں آشنا کر لیں۔

نبوت و رسالت میں فرق

اصطلاح سے قطع نظر کر کے ہر نبی رسول ہے، اصطلاح کی قید اس لیے لگائی ہے کہ اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت لے کر آتے، پس اصطلاح سے قطع نظر کر کے ہر نبی، رسول یعنی پیغمبر ہوتا ہے، کوئی نبی ایسا نہیں جو خدا کا پیغام نہ لائے، ہر نبی خدا کا پیغام لانیوالا اور رسول ہوتا ہے لیکن ہر رسول کا نبی ہونا ضروری نہیں، اس لیے کہ نبی انسانوں کے لیے خاص ہے، نبی انسانوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا اور رسول عام ہے، جیسا کہ رسول ملائکہ میں بھی ہیں اور جنوں میں بھی ہیں، جیسے حضرت جبریل، حضرت میکائیل علیہم السلام، رسول تو ہیں لیکن نبی نہیں، پس جو انسانوں میں سے نہ ہو اور اس کو رسالت دی جائے، وہ رسول تو ہے مگر اس کو نبی نہیں کہتے۔ شاید کوئی سمجھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہو، وہ رسول ہوتا ہے اور نبی ہوتا ہے، تو یہ غلط ہے کیونکہ وحی تو ایک تیز اشارے کو کہتے ہیں اور اللہ نے اس قسم کے اشارات انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کی طرف بھی فرمائے۔

اور انسانوں میں انبیاء کے علاوہ دیگر لوگوں کے بارے میں بھی اشارات فرمائے،
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

إِذَا دَخَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مَّا يَوْسَىٰ لَہ

ترجمہ : جب ہم نے غیبی اشارہ سے آپ کی والدہ کو وہ بات بھائی جس کی وحی
آپ کو کی جا رہی ہے۔ لہ

اب یہاں دیکھئے قرآن مجید سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی
والدہ کی طرف وحی ہوئی، لیکن عورت نبی نہیں ہو سکتی، نبوت تو صرف مرد انسانوں کے
لئے ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں فرمایا :

فَإِذْ مَلَكُ الْيَمَانِ وَخَافَتْمْ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۖ قَالَتْ إِنِّي
أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ ۖ إِنْ كُنْتُ تُقِيًّا ۖ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ
رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۖ لَہ

ترجمہ : تو ہم نے ان کی طرف اپنے فرشتے (جبریل) کو بھیجا تو اس نے اس (مریم)
کے سامنے تندرست آدمی کی صورت اختیار کی، مریم بولیں میں تجھ سے جن
کی پناہ لیتی ہوں (میکہ قریب نہ آ) اگر تو متقی ہے (جبریل) نے کہا
(اے مریم) اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ
تمہیں پاک بیٹا دوں۔ لہ

اب دیکھئے کہ وہ رسول یعنی جبریل علیہ السلام ایک بشرِ کامل کی شکل میں متشکل ہو گئے
جب حضرت مریم نے اُن کو شکلِ بشر میں دیکھا تو سمجھا کہ واقعی یہ کوئی بشر ہے، وہ مقدس

لہ سورۃ طہ، آیت ۳۸

لہ البیان ترجمہ قرآن از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی امر وہی قدس سرہ

لہ سورۃ مریم، آیت ۱۷ تا ۱۹

لہ البیان ترجمہ قرآن

بندی تھیں، فوراً پناہ مانگی اور کہا کہ اگر تم متفق ہو تو مجھ سے فوراً دُور ہو جاؤ، اُس نے کہا، اس کے سوا میں کچھ بھی نہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے قاصد ہوں اور آپ کو رب کے حکم سے ایک پاک بیٹا دینے آیا ہوں۔

یہاں جبریل علیہ السلام نے جب یہ بات فرمائی تو مکلم کے صیغے کے ساتھ بیان کی کہ میں تم کو ایک بیٹا دینے آیا ہوں، حالاں کہ بیٹا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معطی حقیقی یعنی حقیقت میں عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جب اللہ کا بندہ کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے دیتا ہے، اس لئے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیٹا دینے آیا ہوں۔

اس کے علاوہ دیگر ملائکہ کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کی طرف بھیجا اور اُن کو شرفِ مکالمہ سے نوازا اور فرشتوں نے اُن کے ساتھ باتیں کیں۔

شہد کی مکھی کو وحی

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النمل میں فرمایا :

وَاذْخُلْ دَبْكًا إِلَى النَّحْلِ اَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ
وَمِمَّا يُعْشِي شُؤْنًا لَّهٗ

ترجمہ : اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں ڈالا کہ پہاڑوں میں بھی گھر بنا اور درختوں میں اور اُن پھپھروں میں جنہیں لوگ اونچا بناتے ہیں۔ اب دیکھئے یہاں قرآن حکیم تبارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی، لیکن یہاں نبوت کا تصور بھی نہیں، بہر حال یہ سمجھنا کہ محض جس کی طرف وحی

لے سورۃ النمل، آیت ۶۸ پارہ ۱۲

۷۲ البیان ترجمہ قرآن

ہو جائے وہ نبی یا رسول ہے، غلط ہے، پس نہ فقط وحی سے اور نہ فقط جبریل کے آنے سے نبوت ملتی ہے، نبوت تو ایک اور چیز ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جو ان سب چیزوں سے الگ ہے۔

اب پہلے میں نبوت اور رسالت کے وہ معنی جو انسانوں کے حق میں ہیں بیان کر دوں، کیونکہ اس وقت ملائکہ کی رسالت سے گفتگو نہیں بلکہ انسانوں کی نبوت اور رسالت کا بیان ہے۔

نبوت کی تعریف

نبوت کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقدس و مطہر اور پاک بندے پر ایسی وحی نازل فرمائے کہ اس کلام، وحی یا خطاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم اس کے ذمہ عائد ہو جائے یا اس پر کسی چیز کو واجب کر دیا جائے اور وہ چیز پہلے اس پر واجب یا ضروری نہ تھی، اب واجب اور ضروری ہو گئی، پس جس مقدس بندے کو اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطے سے یا واسطے کے بغیر اپنا کوئی ایسا پیغام دے یا کوئی ایسا خطاب کرے یا کوئی ایسی وحی فرمائے کہ جس وحی، خطاب یا تکلم کی وجہ سے اللہ کے اس بندہ پر وہ چیز جو پہلے اس پر واجب نہ تھی، اب فرض، واجب اور لازم ہو گئی، پس یہ کلام، یہ وحی اور اللہ تعالیٰ کے اس بندے کا اس لازمی امر کے لیے نامور ہونا نبوت ہے، اور یہ بات سوائے نبی کے کسی اور کے لیے ثابت نہیں ہو سکتی۔

ایک ضمنی مسئلہ

فقط اللہ تعالیٰ کا مخاطبہ نبوت نہیں ہے، ملائکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مخاطب اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ادلیاء اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:-

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ (پس سورۃ یونس)

یعنی ان کیلئے خوش خبری ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی، اس بشارت کی تفسیر، حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مومن اور بالخصوص مومن صالح اور اللہ تعالیٰ کا مقرب محبوب، جب اس کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو موت کو پسند نہیں کرتا، موت کو پسند نہ کرنا، انسان کی جبلت میں ہے۔ اسی حدیث قدسی جہیں ہے میں بیان کیا گیا ہے کہ میں اپنے بندے کے کان ہو جاتا ہوں، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں، یہ طویل حدیث ہے، اس کے آخر میں ہے۔

وَمَا تَوَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَوَدَّدْتُ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكُونُ
الْمَوْتُ وَأَنَا أَكْثَرُ مَسَاعِدَتِهِ فِي بَعْضِ النَّسِخِ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ
رواہ البخاری

ترجمہ: اور میں تو قف نہیں کرتا کسی شے میں، جسے میں کرنے والا ہوں، مثل میرے توقف کے مومن کی جان قبض کرنے سے کہ وہ (بحکم طبیعت) موت کو ناخوش رکھتا ہے اور میں اس کے غمگین ہونے کو ناپسند رکھتا ہوں اور بعض نسخوں میں ہے کہ حال یہ ہے کہ بندے کو موت سے چارہ نہیں، اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

یعنی میں کسی کام میں جو کہ میں کرنا چاہتا ہوں، دیر نہیں کرتا اور کبھی اتنی تاخیر نہیں فرماتا، جتنی دیر اس مومن کی موت کو واقع کرنے میں کرتا ہوں، اس لیے کہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اس کے موت کے پسند نہ کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور مجھے اس بندے کی ملاقات بڑی محبوب ہوتی ہے، پھر انجام کیا ہوتا ہے؟ یہ بات اگر کسی کو ذہن میں آجائے تو میرا مدعا بھی حل ہو جائے۔

مومن کو مرنے وقت بشارتیں

جب اللہ کا بندہ موت سے کراہت کرتا ہے تو اللہ اس وقت اپنی حکمت بالغہ سے کام لیتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا بندہ موت کو طبعاً پسند نہیں کرتا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ فرشتے اللہ کے اس بندے کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں لے کر آتے ہیں، پس جو اعزاز و اکرام، راجہاں اور لذتیں اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنے بندے کے لیے مقدر ہیں، فرشتے جب یہ بشارتیں لے کر اس کے لیے نازل ہوتے ہیں تو ان بشارتوں کو دیکھتے ہی اس بندے کی طبعی کراہت ختم ہو جاتی ہے، اور اس میں اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے اور مسرور ہو کر مسکراتا ہے۔

نشان مرد مومن یا تو گوتم

چوں مرگ آید تبسم بر لبانت (علامہ محمد قبال)

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور صالحین پر فرشتے بشارتیں لاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرشتوں کے واسطے مخاطب فرماتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ بندے اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہوتے، نبوت کا مقام اس سے بہت بلند ہے اور صرف ایسا مخاطب نبوت نہیں ہوتا، پس جو اللہ تعالیٰ کا مامور ہو اللہ تعالیٰ اسے اپنی وحی اور پیغام کے ذریعے یا واسطہ یا بلا واسطہ مخاطب فرمائے اور مامور فرمائے تو وہ نبی ہے ورنہ وحی تو شہد کی مکھی کی طرف بھی کی گئی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف بھی ہوئی۔

اگر یہ بات ذہن نشین کر لی جائے تو بہت سی گراہیوں سے نجات حاصل ہو سکتی ہے اور نبوت کا جو معنی اور مفہوم میں عرض کیا ہے اگر اس کو ذہن نشین رکھا اگلی بات اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔

یہ بات تو سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئی، یہ کوئی عالم ارواح کی بات نہیں، یہاں کی بات ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے، اس پر ایمان لانا شرط ہے، کیونکہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا وہ مرتد اور کافر ہے، پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک تو کیا اب تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اب وہ لوگ جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق ایسی باتیں شروع کر دیں کہ جن میں نہ کوئی عقلی بات ہے اور نہ دلائل، ان کی یہ باتیں دلائل اور سمعیات وغیرہ سب سے عاری ہیں، غلط توجہیں اس انداز سے کی گئی ہیں کہ حیت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں کس طرح باطل کو حق کا لباس پہنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا لیکن فرقہ مرتدہ مرزائیہ کہتا ہے کہ تشرعی نبوت ختم ہوئی ہے اور جو نبوت تشرعی نہیں ہے وہ ختم نہیں ہوئی۔ وہ چلے گی، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

تشرعی نبوت

آج تک ”تشرعی نبوت“ کا کوئی واضح مفہوم یہ لوگ نہیں بتا سکے، جو اس تشرعی نبوت کی آڑ لے کر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں، ہم نے کہا کہ نبوت تشرعی کا مفہوم تو بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جس نبوت میں احکام نازل کئے جائیں وہ نبوت تشرعی ہے اور جس میں احکام نہ ہوں وہ غیر تشرعی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام کی آمد ختم ہو گئی، پس جس نبوت میں احکام نہ ہوں، وہ نبوت چلے گی۔ ہم نے پوچھا کہ احکام کی تشریح کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ”حکم“ کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو کسی پر ضروری اور لازمی قرار دینا۔

ہم نے کہا کہ پھر تو غیر تشرعی ہرگز کوئی نبوت نہیں، نبوت تو ہوتی ہی وہ ہے

جو تشریحی ہو اور جس میں کوئی حکم نہ ہو، وہ تو نبوت ہی نہیں، معلوم ہوا کہ نبوت کی دو قسمیں کرنا غلط ہے کیونکہ جب نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ جہاں حکم ہو، وہاں نبوت ہے اور جہاں حکم نہیں وہاں نبوت نہیں، اب جس نبوت غیر تشریحی کا تم ڈھنڈورا پیٹتے ہو وہ تو کوئی نبوت ہی نہیں، اس کو نبوت کہنا غلط ہے۔

سنئے! میں چاہتا ہوں کہ اس انداز سے کہوں کہ کسی کا ذہن اُجھنے نہ پائے، میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم جب کسی بندے کو فرشتے کے واسطے سے یا واسطے کے بغیر دے یہی نبوت ہے۔

اب ایک تو ہے ”نبوت“ اور ایک ہے فیضانِ نبوت۔ نبوت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئی اور فیضانِ نبوت جاری رہے گا۔ کیونکہ اگر فیضانِ نبوت کا دروازہ بھی بند ہو جائے تو پھر نبی کا فیض کسی تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ فیضانِ نبوت، جو باقی ہے اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبشرات سے تعبیر فرمایا ہے، بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجزائے نبوت سے تعبیر فرمایا، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اجزائے نبوت کہا وہ تو نبوت سے متعلق ہیں، پھر تو نبوت باقی ہوئی۔

تو سنئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”لحم یبق من النبوت الا مبشرة“ یعنی نہیں باقی رہی نبوت سے کوئی چیز مگر ”مبشرة“ ہم اسے جزو نبوت مجازاً کہتے ہیں اور دراصل یہ مبشرہ ہے، اگر یہی نہ ہو تو دنیا میں کوئی فیوض و برکات نہ پھیلے۔

اگر سچی خوابوں کا نام محض نبوت رکھ دیا جائے تو پھر وہ کونسا مسلمان ہے جس کو کبھی سچی خواب نہ آئے، اس طرح تو ہر مسلمان نبی ہو جائے گا، کیونکہ ہر مسلمان کو کبھی نہ کبھی تو سچی خواب آ ہی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آدمیوں کو سوتے ہوئے بھی مبشرات دے دیتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے جاگئے ہوئے بھی دے دیتا ہے، پتہ چلا کہ مبشرات کے معنی نبوت نہیں یہ مبشرات تو فیضانِ نبوت ہے اور یہ جاری ہے۔

لے بخاری کتاب التفسیر

نبوت کا ظل بھی فیضانِ نبوت ہے، حضور علیہ السلام کی اتباع حضور کا ظل ہے اور اس ظل کو نبوت سے تعبیر کرنا بظاہر نبوت پر ظلم ہے بلکہ اپنے آپ پر ظلم ہے کہ کفر میں پڑنا ہے۔ دراصل یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے تو تشریحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اسی کو حقیقی نبوت کہتے ہیں، مرزا قادیانی نے اسی حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا، کیونکہ اس نے بار بار کہا میں خدا کا مومنینوں اور یہاں تک کہ اس نے اپنے نہ ملنے والے کو خارج از اسلام سمجھا، پتا چلا کہ اس نے ماموریت قطعہ کا دعویٰ کیا اور اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔

مفہوم رسالت

”نبوت اور رسالت“ مفہوم اور معنی کے لحاظ سے رسل بشر کے حق میں یکساں ہیں، نبوت کے ساتھ ساتھ رسالت کے مفہوم کو بھی عرض کرتا ہوں کہ رسالت ایک تعلق اور ربط کا نام ہے اگر وہ ربط نہ ہو تو رسالت کا کوئی مفہوم نہیں وہ ربط ایک علی رابطہ عملی تعلق اور باطنی رابطہ ہے، جسے ہم نبوت سے تعبیر کرتے ہیں، اگر نبی یا رسول کا کوئی معنوی رابطہ رسل ایسے کے ساتھ نہ ہو تو اس رسول کی رسالت کے کوئی معنی نہیں گئے اور اس رسول کا ہونا رسل ایسے کے لیے بالکل بے معنی ہو گا۔

رسول کے معنی یہ ہیں کہ جس کی طرف وہ رسول بن کر آیا، اُس سے ایک اندرونِ نسبت ہے، جس سے نبی کا فیض پہنچ رہا ہے، اب اگر وہ قبول کرے تو خوش نصیب ہے اور جو نہ کرے وہ بد بخت ہے، سورج تو سب پر پھیلا ہوا ہے، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ ہم پر بھی روشن ہے اور ایک نابینا ہے اُس پر بھی سورج کی روشنی ہے لیکن وہ نہ دیکھ سکیگا۔ اب سورج کی شعاعوں نے تو نابینا سے رابطہ قائم کر لیا، لیکن اس کی آنکھوں میں نور نہیں، وہ نور کے بغیر نور سے کس طرح رابطہ قائم کر سکتا ہے اور وہ سورج کی روشنی سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

اب سمجھ لو کہ رسالت کا آفتاب طلوع ہوا تو اس کا پر تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی پڑ رہا تھا اور ابو جہل پر بھی پڑ رہا تھا، ابو جہل چونکہ خود نور سے محروم تھا، اس لیے آفتاب رسالت سے کوئی رابطہ نہ پیدا کر سکا اور کچھ حاصل نہ کر سکا۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ آفتاب زمین کے لیے ہے مگر آفتاب کی کوئی شعاع زمین کے فلاں حصے پر نہیں پڑتی، تو یہ غلط ہے، کیونکہ آفتاب جب چمکتا ہے، تو اس کی شعاعیں ہر چیز پر پڑتی ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی چیز میں آفتاب کی شعاعوں سے مستفید ہونے کی صلاحیت ہی نہ ہو۔

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ آفتاب نبوت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالموں کا رسول اور نور ہونا تب صحیح ہوگا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور رسالت کی شعاعیں ہر عالم کی ہر چیز پر پڑ رہی ہوں اور آپ یقین جاسیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور رسالت کا پر تو ہر عالم کے ہر ذرے پر پڑ رہا ہے اور ہر عالم کا ہر ذرہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت رسالت ہے، تو آپ کا تعلق عالم کے ذرہ ذرے سے ہے۔ جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے رسول ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر چیز کے ساتھ علمی اور عملی رابطہ قائم ہے۔

رسالت میں ارتباط ہے اور یہی رابطہ قائم ہونا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر اور تمام کائنات کے عالم ہونے کا مفہوم ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق عالم کے ہر ذرے سے نہیں اور رابطہ نہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے کیسے رسول ہیں؟ ارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی طرف رسول بن کر آئیں وہ تو رسول پہچانے، عالم کی ہر چیز تو رسول کو پہچان لے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ نہ ہو۔ (معاذ اللہ)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک گواہ لائی گئی، آپ نے فرمایا: لا یعلم فی رسول اللہ الا کفرہ الجن والانس (طبرانی عن یحییٰ بن مرہ (م) جامع صغیر ص ۱۲۹)

نے پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا: — — — انت رسول رب العالمین و خاتم النبیینؐ اے ارے گوہ تو حضور علیہ السلام کو پہچان گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو، امت کو تو علم ہوا اور رسول کو علم نہ ہو، نعوذ باللہ۔

پس جب اٹھارہ ہزار عالم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں تو اٹھارہ ہزار عالم کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن علم میں نہ ہو۔

میں اپنے کلام کو سمیٹ کر اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ نبی کی نبوت اور رسالت ایک علمی اور عملی تعلق ہے، اگر رسول اپنے مرسل الیہ کے ساتھ علمی اور عملی تعلق نہ رکھتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول نہیں ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام عالموں کے رسول ہیں لہذا کائنات کا کوئی ذرہ نہیں کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی اور عملی نسبت سے تعلق نہ ہو۔

علمی رابطہ سے مراد یہ ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتا ہے۔ اور عملی رابطہ و نسبت سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے وجود و بقا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک (جو واسطہ تخلیق ہے) سے اس کا رابطہ کٹ جائے تو اس ذرہ کا وجود نیست ہو جائے۔

پس اگر زبان سے تو نبی اور رسول کہے جاؤ لیکن نبی اور رسول کے جو معنی ہیں اُن کو ذہن ہی میں نہ آنے دو اور اس سے بے خبر رہو، یہ تو بالکل غلط ہے۔

ایک سوال

۱۔ امام عبد الرحمن ابن جوزی (المتوفی ۷۹۷ھ) الوقایا توال المصطفیٰ، (اردو) مطبوعہ لاہور ۳۸۹
 ۲۔ حاقط نعیم احمد ابن عبد اللہ اصہبانی (المتوفی ۸۳۷ھ) دلائل النبوة (عربی) مطبوعہ مکہ مکرمہ ۳۲۲
 ۳۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی (المتوفی ۸۵۷ھ) حجة اللہ علی العالمین (عربی) مطبوعہ
 فیصل آباد ۲۶۵

ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ ہم نمازیں کہتے ہیں: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، اے اللہ! ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ سیدھی راہ دکھانے سے مراد ہدایت کرنا ہے۔ اور سیدھی راہ دکھانے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے ہادی ہونے کا کیا مقصد ہے، کیا نبی ہدایت نہیں دے سکتا؟

اس شبہہ کے متعلق عرض ہے کہ۔ نہ شک اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے ذریعے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ“ (قرآن کریم، سورۃ المرعد، آیت ۷) یعنی ہر قوم کے لیے ہادی ہوتا ہے، یہاں ہادی سے مراد نبی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّكَ لَا تَهْدِي اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اے

یعنی میرے حبیب بلاشبہ سیدھے راستے کی طرف تو تو ہی ہدایت کرتا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کا کیا مطلب ہے کہ ”وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ مِنْ اَحَبِّتٍ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ“

یعنی اے حبیب تو مجھے چاہے ہدایت نہیں دیتا، اللہ جے چاہے ہدایت دے۔ اسے بھائی یہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بھی کوئی کچھ کر سکتا ہے؟

یہ تو ہزاروں مرتبہ ہم نے بتایا کہ نبی کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اذن کے بغیر نہیں کرتا، نبی جب کسی کو ہدایت کریگا تو اللہ کی مشیت کے تحت ہو کر کریگا اور اللہ تعالیٰ ہدایت کرے گا تو کسی کی مشیت کے ماتحت ہوئے بغیر ہدایت فرمائے گا۔

پس آیت کا مقصد تو یہ ہے کہ میں کسی کی مشیت کے بغیر کسی کو ہدایت دے سکتا ہوں، لیکن اے نبی تو میری مشیت کے ساتھ ہدایت کرے گا اور اگر میری مشیت نہ ہو تو تو ہدایت نہیں کر سکتا۔

اے قرآن کریم سورۃ شوریٰ آیت ۵۲

اے قرآن کریم، سورۃ القصص آیت ۵۶

اب اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو وہ اُس آیت کا انکار کر رہا ہے جس میں فرمایا
”انک لتھدی الی صراط مستقیم“ یعنی تحقیق بلاشبہ میرے حبیب لوگوں کو
سیدھے راستے کی ہدایت تو ہی کرتا ہے، ارے اللہ تعالیٰ تو اتنی تحقیق کے ساتھ
فرما رہا ہے اور اللہ کی تحقیق پر جسے یقین اور اعتبار نہ ہو تو اُسے میری بات پر
کیا یقین ہوگا۔

لہذا اس آیت کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ میرے پیارے حبیب
میری ہدایت کسی کی مشیت کے تحت نہیں اور تیری ہدایت میری مشیت کے تحت
ہے۔ اب ایک بات اہل علم کے لیے کہے دیتا ہوں کہ ہدایت کا لفظ جب قرآن
و حدیث میں استعمال ہو تو اہل سنت کے نزدیک اس کے حقیقی اور شرعی معنی
”خلق الہتداء“ یعنی ہدایت کو خلق کرنے کے ہیں اور فرقہ معزلہ کے نزدیک
اس کے معنی ہیں ”بیان الطریق الصواب“ یعنی ٹھیک راستہ بتا دینا، تو اس لحاظ
سے معزلہ ”لکل قوم ہاد“ کا مطلب لیتے ہیں کہ ہر قوم کے لیے سیدھا راستہ بتا دینا۔
ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ معنی بھی ٹھیک ہیں، مگر یہی معنی کئے جائیں تو آیت ”انک
لا تھدی من حبت ولكن الله يھدی من یشاء“ کے معنی ہوں گے کہ اے نبی تو جس کو
محبوب رکھتے اُس کے سامنے صحیح راستہ بیان نہیں کرتا، ہاں اللہ جس کے لیے چاہے
صحیح راستہ بیان کر دے۔“ تو یہ آیت معزلہ کے اُن حنی (لکل قدم ہاد) یعنی ہر
قوم کے لیے سیدھا راستہ بتا دینا والا ”کو رد کرتی ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا
کام تو صحیح راستہ بتانا ہی ہے، جس کی یہاں نفی ہو رہی ہے تو نہایت ہوا کہ اہل سنت
کے معنی درست ہیں۔

”وخلق الہتداء“ اہل سنت کا عقیدہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے نبی تو ہدایت کی صفت خلق نہیں کرتا، اللہ جس کے لیے چاہے خلق کر دے۔
پس معلوم ہوا کہ خلق کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت نہیں، یعنی ہدایت کا

پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اُس کو چلانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے، جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، اُس کے نہ کرنے سے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں کمی آئیگی، نہ اختیارات میں اور نہ مرتبہ میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تو اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر لوگوں کو چلانا ہے۔

اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ فلاں شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت نہ دی، تو یہ اعتراض اللہ تعالیٰ پر کرے کہ اے اللہ تو نے ان کو ہدایت کیوں نہیں دی۔

الاسے بھائی جب اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لیے ہدایت خلق ہی نہیں فرمائی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے اعتراض آئے گا کہ آپ نے ان کو ہدایت نہ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی کام کسی کی مشیت کے ماتحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ (قرآن کریم، سورۃ الدھر آیت ۳۰) یعنی اور تم نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔

آیت ”انک لا تھدی من احببت“ کے معنی یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے ورنہ آیت ”هو الذی ارسل رسولہ بالھدی“ (قرآن کریم پارہ ۲۶ سورۃ فتح) یعنی ”وہ وہی ہے بھیجا جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ“ کے کیا معنی ہوں گے؟

”انک لا تھدی من احببت“ کے معنی یہ ہیں کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم، خالق کائنات میں ہوں، ہر چیز کا پیدا کر نیوالا میں ہوں، عدم سے وجود میں لا نیوالا میں ہوں، ایجاد میری صفت ہے، موجد میں ہوں، اس لئے ”خلق الہتداء“ یعنی ہدایت کو پیدا کرنا میری شان ہے، جس کے لیے میں نے الہتداء کو پیدا کر دیا، اُس کے لیے الہتداء کو جاری کر نیوالا تو ہے۔ انک لا تھدی

کا معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ”انک لا تخلق الہتداء“ یعنی بے شک آپ ہدایت خلق نہیں کرتے۔ ”خلق الہتداء“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام نہیں ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ جن کے لیے میں نے اپنے علم ازیلی کے مطابق ہدایت پیدا نہیں کی ان کو میں ہدایت نہیں دوں گا، کیونکہ میرے علم کے خلاف کوئی ظہور ممکن نہیں، بتائیے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم کے خلاف ہو، کیا وہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتی، تو جن لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو پیدا نہیں فرمایا، ان میں ہدایت کی استعداد نہ تھی۔ تو اب بتائیے کہ لوگوں کو ہدایت نہ ملنے کا الزام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے آ سکتا ہے۔

(وما علینا الا البلاغ المبین)